حدیث التوسعۃ علی العیال کی کیا حقیقت ہے؟

صرف صومِ عاشوراء کیوں مکروہ ہے؟

(سوال بنامِ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ)

آپ کا یہ خط جواب کے لیے عزیز مولوی محمد یونس صاحب سلمہ مدرس حدیث مظاہر علوم کے پاس بھیج رہا ہوں، آئندہ بھی حدیث کے سلسلے میں جو کچھ پوچھنا ہو، عزیز موصوف سے براہ راست پوچھا کریں، اس ناکارہ کو ۶-۷ سال سے نزول آب کی شکایت ہے، خط و کتابت بھی دوسرے کرتے ہیں۔ فقط والسلام۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ

بقلم عبدالرحیم ارصفر ۸۷ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ کفیٰ و الصلوٰۃ و السلام علی سیدنا محمد المصطفیٰ و اٰلہ و صحبہ نجوم الھدیٰ أما بعد!

جناب کا مکتوب حضرت اقدس سیدی شیخ الحدیث مدظلہ نے بندہ کو عرصہ ہوا جواب کے لیے مرحمت فرمایا تھا، مگر اپنے امراض و مشاغل کی وجہ سے تاخیر ہوگئی۔ جس کی معافی چاہتا ہوں امید ہے کہ معاف فرمائیں۔

جناب کے ملفوف میں دو سوال مذکور ہیں۔

اول حدیث توسعہ علی العیال کے متعلق

اور ثانی کراہت صوم عاشوراء مفرداً کے بارے میں، ہر ایک کا جواب علی الترتیب درج ذیل ہے:

أما حدیث التوسعة علی العیال فأخرجه الطبرانی فی الکبیر و البیهقی فی الشعب من حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "من وسع علی عیاله یوم عاشوراء، وسع

اللّٰه عليه سائر سنته" وفيه الهيصم بن شداخ، قال العقيلي: مجهول، والحديث غير محفوظ.

وقال الحافظ ابن حجر في أماليه: اتفقوا على ضعف الهيصم بن شداخ، وعلى تفرده به.

و قال ابن طاهر المقدسي في تذكرة الموضوعات: فيه الهيصم بن شداخ يروى الطامات ولا يحتج به.

وأخرجه ابن عدي من حديث أبي هريرة رضي الله عنه، وفي سنده سليمان بن أبي عبد اللّٰه، قال العقيلي: هو مجهول والحديث غير محفوظ، وأورده ابن الجوزي في الموضوعات من هٰذين الطريقين وذكر كلام العقيلي، وقال ابن تيمية في المنهاج (٤/١٨١): هٰذا الحديث كذب على النبي صلى الله عليه وآله وسلم.

قال حرب الكرماني سئل أحمد بن حنبل عن هذا الحديث، فقال: لا أصل له. و المعروف عند أهل الحديث أنه يرويه سفيان بن عيينة عن إبراهيم بن محمد بن المنتشر عن أبيه أنه قال: "بلغنا أنه من وسّع على أهله يوم عاشوراء وسع اللّٰه عليه سائر سنته." قال ابن عيينة جرّبناه من ستين سنة فوجدناه صحيحاً.

قال ابن تيمية: ومحمد بن المنتشر هذا من فضلاء الكوفيين، لكن لم يذكر ممن سمعه ولا عمن بلغه، ولا ريب أن هذا أظهره بعض المتعصبين على الحسين ليتخذ يوم قتله عيداً، فشاع هاذا عند الجهّال المنتسبين إلى السنّة حتى روى في حديث "أن يوم عاشوراء جرى كذا و جرى كذا" حتى جعلوا أكثر حوادث الأنبياء كانت يوم عاشوراء، مثل مجيئ قميص يوسف عليه السلام إلى يعقوب عليه السلام، وردّ بصره، وعافية أيوب عليه السلام، وفداء الذبيح وأمثال هذا، وهذا الحديث كذب موضوع.

و قد ذكره ابن الجوزي في الموضوعات و إن كان قد رواه هو في كتاب النور في فضائل الأيام والشهور، وذكر عن ابن ناصر شيخه أنه قال: حديث صحيح وإسناده على شرط الصحيح، فالصواب ماذكره في الموضوعات وهو آخر الأمرين منه، وابن ناصر راج عليه ظهور حال رجاله و إلا فالحديث مخالف للشرع و العقل لم يروه أحد من أهل العلم المعروفين في

شيئ من الكتب، و إنما دلّس على بعض الشيوخ المتأخرين كما جرىٰ مثل ذالک فی أحاديث أخرىٰ، انتهىٰ.

قلت: هكذا قال هٰؤلاء أعنی ابن الجوزی وابن طاهر وابن تيمية أن الحديث موضوع.

وقال الزركشی: لا يثبت هذا الحديث، إنما هو من كلام محمد بن المنتشر.

وتعقب السيوطی علی الزركشی فقال فی الدرر المنتثرة: كلا، بل هو ثابت صحيح.

وأخرجه البيهقی فی الشعب من حديث أبی سعيد الخدری رضی الله عنه وأبی هريرة رضی الله عنه و ابن مسعود رضی الله عنه وجابر رضی الله عنه، وقال: أسانيد كلها ضعيفة ولكن إذا ضمّ بعضها إلی بعض أفاد قوة، وهكذا نقل المنذری فی الترغيب كلام البيهقی، وكذا السخاوی فی المقاصد الحسنة (۲۰۳)

وفی جواهر العقدين لنور الدين السمهودی: لا يلزم من قول أحمد أنه لا يصح أن يكون باطلاً، فقد يكون غير صحيح و هو صالح للاحتجاج به، إذا الحسن رتبة بين الصحيح و الضعيف. انتهىٰ.

وفی تنزيه الشريعة: قول الإمام أحمد "لا يصح" لا يلزم منه أن يكون باطلاً كما فهمه ابن القيم، فقد يكون الحديث غير صحيح وهو صالح للاحتجاج به بأن يكون حسناً، اهـ.

ونقل الحافظ السخاوی فی المقاصد الحسنة عن شيخه الحافظ ابن حجر أنه تعقب اعتماد ابن الجوزی فی الموضوعات قول العقيلی فی هيصم بن شداخ -راوی حديث ابن مسعود رضی الله عنه- أنه مجهول بقوله: "بل ذكره ابن حبان فی الثقات والضعفاء."

وقال الحافظ زين الدين العراقی فی أماليه: ورد هذا الحديث من طرق صحّح بعضها الحافظ أبو فضل بن ناصر و سليمان الذی قال فيه ابن الجوزی. "أنه مجهول" ذكره ابن حبان فی الثقات، فالحديث حسن علی رأيه.

وقد روی من حديث أبی سعيد الخدری رضی الله عنه عند البيهقی فی شعب الإيمان، و ابن عمر رضی الله عنهما عند الدار قطنی فی الأفراد - إسناده فی ترجمة يعقوب بن خرة الدباغ من اللسان، قال الدار قطنی: الحديث منكر، وقال الذهبی: باطل و لعله وهم - وجابر رضی الله عنه رواه

البیهقی من روایة ابن المنکدر عنه، وقال: إسناده ضعیف، ورواه ابن عبد البرّ من روایة أبی الزبیر عنه، وهی علی شرط مسلم، ورواه أبو نعیم فی تاریخ أصبهان (۱۹۸/۱) من حدیث أبی هریرة.

قال البیهقی: هذه الأسانید وإن کانت ضعیفة فهی إذا ضمّ إلی بعض أحدث قوة، هذا مع کونه لم یقع روایة أبی الزبیر عن جابر رضی اللہ عنہ التی هی أصح طرق الحدیث.

وقد ورد موقوفا علی عمر رضی اللہ عنہ أخرجه ابن عبد البرّ بسند رجاله ثقات لکنه من روایة ابن المسیّب عنه، وقد اختلف سماعه منه، ورواه فی الشعب من قول إبراهیم بن محمد بن المنتشر.

وأما قول الشیخ تقی الدین ابن تیمیة: أن حدیث التوسعة ما رواه أحد من الأئمة وأن أعلیٰ ما بلغه من قول ابن المنتشر، فهو عجیب منه کما تریٰ، وقد جمعت طرقه فی جزء. انتهی.

قلت: طریق أبی الزبیر عن جابر رضی اللہ عنہ الذی قال فیه العراقی أنه علی شرط مسلم ذکره الحافظ فی اللسان وقال: إنه منکر، وقال علی القاری فی جمع الوسائل: للحدیث طرق، قال البیهقی: أسانیدها کلها ضعیفة، لکن إذا انضمّ بعضها إلی بعض أفاد قوة، وصحح الحافظ ابن ناصر بعضها، وأقره الزین العراقی وقال: هو حسن عند ابن حبّان.

له طریق أخریٰ علی شرط مسلم، وهی أصح طرقه، فقول ابن الجوزی أنه موضوع، لیس فی محله، علی أن العمل بالضعیف فی لا فضائل جائز إجماعاً. انتهیٰ.

وقد تعقب الحافظ السیوطی فی کتبه کالتعقبات و اللاٰلی المصنوعة و النکت البدیعات علی ابن الجوزی وصرّح أن الحدیث صحیح.

وتناقض کلام الشوکانی فی الفوائد المجموعة فقال: أولا: ذکره ابن الجوزی فی الموضوعات و ابن تیمیة فی فتویٰ له فحکم بوضع الحدیث من تلک الطرق و الحق ما قالا. ثم قال فی اٰخر کلامه: "وقد أطال الکلام علیه فی اللاٰلی بما یفید أن طرقه یقوی بعضها بعضاً" وقد ردّ العلامة عبد الحیّ لا للکهنوی فی الاٰثار المرفوعة علی الشوکانی وغیره.

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ حدیث مختلف فیہ ہے، ابن الجوزی، ابن تیمیہ، ابن طاہر اس کو موضوع

کہتے ہیں، زرکشی نے بے اصل کہا ہے، اور حافظ ابن ناصر نے بعض طرق کو صحیح کہا ہے، عراقی بعض کو صحیح علی شرط مسلم کہتے ہیں، اور بعض کو ابن حبان کی رائے پر حدن قرار دیتے ہیں، عقیلی غیر محفوظ کہتے ہیں جو حدیث ضعیف کی قسم ہے، اور کلام امام بیہقی مفیدِ ثبوت ہے، حافظ منذری، سخاوی وسیوطی اور قسطلانی وغیرہم نے بیہقی کا کلام نقل فرما کر سکوت فرمایا ہے، اور حافظ سیوطی نے اللالی المصنوعۃ میں نقل کیا ہے کہ وعرفت جلالۃ البیھقی فی کونہ لا یخرج فی کتبہ شیئا من الموضوع کما التزمہ.

لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ حدیث بیہقی کے نزدیک موضوع نہیں ہے، اور علامہ سیوطی کی رائے ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، لہٰذا جب یہ اساطینِ امت اس کو موضوع نہیں قرار دیتے ہیں، تو پھر وضع کا حکم مشکل ہے، اس لیے کہ ابن الجوزی و ابن تیمیہ وغیرہما متشددین میں ہیں، اور ابن طاہر نے تذکرۃ الموضوعات میں موضوعات کے ساتھ ہی ضعاف کو داخل کیا ہے۔

رہ گیا حضرت ابن مسعودؓ کے بارے میں سیئ الحفظ ہونے کا دعویٰ کرنا! یہ بڑی جسارت ہے، بلکہ وہ حفاظِ حدیث میں ہیں کما لا یخفیٰ علی من طالع ترجمتہ من کتب الرجال اور اگر محض دعویٰ نسیان سے ان کی اس حدیث کو رد کیا جا سکتا ہے، تو پھر ان کی ساری حدیثوں میں یہی احتمال قائم ہو جاتا ہے، پھر حدیث تشہد بھی نا قابل اعتماد ہو جائے گی، حالاں کہ وہ بالاتفاق صحیح ہے، لیکن احتمال سابق قائم ہے، الا یہ کہ کوئی یہ ثابت کر دے کہ سیئ الحفظ ہونے سے پہلے روایت ہے، و دونہ خرط القتاد محض دعویٰ کافی نہ ہوگا۔

نیز حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ اس روایت کے نقل کرنے میں منفرد نہیں ہیں، بلکہ ایک جماعت ان کے ساتھ ہے کما سبق، اور ابن تیمیہ کا یہ دعویٰ کہ متعصبینِ حسینؓ کی من گھڑت ہے، بے بنیاد ہے بلا دلیل معتبر نہیں ہے، جب کہ حدیث طرقِ متعددہ سے مروی ہے، پھر ان کا دعویٰ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے؟

اور رہ گیا یہ دعویٰ کہ حنفیہ حدیث کو توسیع طعام پر حمل کرتے ہیں، حالاں کہ اس سے مراد توسیع نفقہ ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ توسیع نفقہ کے عموم میں توسیع طعام بھی داخل ہے، ہم نے کب طعام کے ساتھ مخصوص کیا ہے، اور حنفیہ ہی اس پر عمل کی دعوت نہیں دیتے ہیں، بلکہ ان کے ساتھ صاحب الروض

المربع حنبلی اور علامہ دردیر مالکی بھی ہیں، اور علامہ الملک بن حبیب مالکی کا اس کے بارے میں ایک قصیدہ بھی ہے جس کی نقل کے بعد سیوطی فرماتے ہیں: و هذا من الإمام الجليل دليل على صحة الحديث. واللہ أعلم.

۲ کراہتِ افرادِ صومِ عاشوراء کی دلیل ہمارے فقہاء نے تشبہ بالیہود قرار دیا ہے، اور جامع ترمذی میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے: صوموا التاسع و العاشر و خالفوا اليهود، اور اس میں تو ائمۂ اربعہ کا اتفاق ہے کہ نویں دسویں کا روزہ رکھنا مستحب ہے اور ابن عباسؓ کی روایت مفید مدعا ہے۔ واللہ أعلم.

محمد یونس عفی عنہ

۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ